اسلام کے
بنیادی عقائد
علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
مجلس رضا
مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اسلام کے بنیادی عقائد

مؤلف

مفسرِ قرآن حضرتِ علامہ مولانا حکیم

ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی مجلس رضا، لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

(سلسلہ اشاعت نمبر 13)

ام کتاب -------- اسلام کے بنیادی عقائد
مؤلف -------- مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
کمپوزنگ -------- ورڈز میکر، لاہور
صفحات -------- 56
تاریخ اشاعت -------- رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ/ جون، جولائی ۲۰۱۵ء
شرف اشاعت -------- مرکزی مجلس رضا، لاہور
قیمت -------- -/40 روپے

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا، لاہور

8/c دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

حمد

ساغر چشم ناز نے رنگ دوئی مٹا دیا
دل میں وجود یار کا نقش قدم جما دیا
شمع جمال یار کا دل میں جو پرتو اپڑا
حسن ازل نے آن کر وہم خودی مٹا دیا
صدقے ہوں کیوں نہ جان وتن عشق ہے دل میں شعلہ زن
نفس لعین کی شمع کو خوب ہی جھلما دیا
آئینۂ لا الہ کا جب کہ نظر میں آ گیا
پھر تو اسی میں یار نے جلوہ ھُو دکھا دیا
سوتے تھے بے خبر پڑے عالمِ کون سے پرے
چل کے ہوائے کون نے کیسا ہمیں جگا دیا
خلق میں خلق جب نہ تھی خالقِ خلق ذات تھی
کہہ کے زباں سے لفظِ کُن بندہ ہمیں بنا دیا
کہنے کو تھے وہ پارسا پایا جو رہ میں نقش پا
حافظ بادہ نوش نے سر کو وہیں جھکا دیا

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بہترین شاعر بھی تھے
آپ کے دیوان سے حمد اور نعت پیش ناظرین ہے

ائمہ کرام فرماتے ہیں۔ ان النفوس القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلی وتری وتسمع لکل کا المشاهد۔ بیشک پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ اذا مات المؤمن یخلی سربه یسرح حیث شآء۔ جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھولدی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ مسلمان کی قبر سے جب مسلمان گزرتا ہے اور سلام کرتا ہے تو صاحب قبر سلام کا جواب دیتا ہے اور اُسے پہچانتا ہے۔ مامن احدیمر بقبر اخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الاعرضه وردعلیه السلام۔ اور یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ بعد دفن دفنانے والوں کے واپس ہونے کا علم میت کو ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان المیت اذا وضع فی قبره انه یسمع خفق نعالهم اذا نصرفوا۔ پھر مولانا شاہ عبدالعزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "روح راقرب بُعد مکانی یکسان است۔"

تعریف ایمان

سوال:- ایمان کی کیا تعریف ہے؟

جواب:- ایمان کی تعریف یہ ہے۔ کہ بصدق دل اُن باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریاتِ دین میں داخل ہیں، جیسے اللہ کو ایک ماننا۔ انبیاء کی نبوت جنت ودوزخ حشر ونشر کی تصدیق کرنا۔ حضور سید النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اور یہ یقینی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

سوال:- کیا اعمال صالحہ کرنا جزو ایمان ہے؟

جواب:- اعمال جزو ایمان نہیں ہوسکتے۔

سوال:- تو یہ تعریف ایمان کی ہے اور اس کے لوازماتِ عمل کیا ہیں؟

جواب:- اصل ایمان تو تصدیق کا نام ہے باقی رہے عمل جن کا تعلق بدن سے ہے یہ ہرگز جزو ایمان نہیں۔

سوال:- تو پھر زبان سے اقرار یہ بھی ایک عمل بدنی ہے یہ کیوں کراتے ہیں؟

جواب:- تصدیق بالقلب کے ساتھ عنداللہ مومن کہلائے گا لیکن اقرار باللسان اس لئے ہے کہ ہمیں بھی معلوم ہوجائے کہ وہ مصدق توحید ورسالت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شخص دل سے تصدیق کر کے مومن ہو چکا جو اللہ کے نزدیک مومن ہے لیکن اس تصدیق کا اظہار نہ کرسکا تو بروئے شریعت دنیا میں وہ مومن نہیں سمجھا جائے گا۔ اور اسی وجہ میں اُس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں گے اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفنائیں گے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک مومن تھا۔

سوال:- ایک شخص دل میں تصدیق کرتا ہے مگر زبان سے ایسی باتیں کہہ رہا ہے جو ضروریات دین کے خلاف ہیں اسے شرعاً کیا کہا جائے گا؟

جواب:- ایسی باتیں کیا معنی ایک بات اگر وہ زبان سے ایسی کہہ دے گا جو ضروریات دین کے خلاف تھی تو شریعت اسے مسلمان نہ مانے گی۔ اگرچہ یہ بھی کہہ دے کہ میں صرف زبان سے یہ کہہ رہا ہوں اور آپ لوگوں کے سنانے کو انکار کر رہا ہوں مگر دل میں انکار نہیں۔ جب بھی وہ مسلمان نہیں مانا جائے گا۔ اس لئے کہ جس کے دل میں ایمان ہوگا وہ خلاف شرع بات کرنے کی جرأت ہی نہیں کرسکتا۔

سوال:- جبکہ وہ یہ بھی ظاہر کر رہا ہے کہ دل سے میں تصدیق کرتا ہوں۔ مگر محض زبان سے انکار کر رہا ہوں پھر کیوں کافر کہا جائے گا؟

جواب:- ایک وجہ تو ہم بتاسکے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام میں بغیر جبر سختی کے شرعی مسلمان کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت نہیں اور حق بھی یہی ہے کہ ایسی بات اسی کے

منہ سے نکلے گی، جس کے دل میں وقعت اسلام نہ ہوگی، اور اگر ظلم و جبر سے اُسے کہنا پڑا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ۔ اور بلا اکراہ جس نے کہا۔ اس کے لئے ارشاد ہے: وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۔

سوال:- اکراہ شرعی کیا ہے؟

جواب:- کوئی شخص کسی مسلمان کو کلمہ کفر کہنے پر اتنا مجبور کرے کہ نہ کہنے پر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے کی ایسی دھمکی دے کہ اُس مسلمان کو اس پر یقینِ موت یا انقطاع عضو ہو جائے تو یہ اکراہ و اجبار شرعی ہے۔ ایسی صورت میں وہ زبان سے کلمہ کفر کہنے پر بشرطیکہ مطمئن بالایمان دل ہو تو کفر لازم نہ آئے گا۔

ایمان و اعمال کا فرق

سوال:- جب اعمال داخل ایمان نہیں تو بعض عمل کرنے والا کافر کیوں ہو جاتا ہے؟

جواب:- عمل جوارح اگرچہ داخل ایمان نہیں مگر بعض عمل ایسے ہیں جن کے کرنے سے حکم کفر ضرور لگا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ قطعاً منافی ایمان ہوتے ہیں۔ جیسے چاند سورج کو سجدہ، یا بت کے آگے ڈنڈوت یا قتلِ نبی یا توہینِ نبی یا قرآن کریم یا کعبۃ اللہ شریف کی اہانت یا زبان سے کسی امر مسنون کی تحقیر و توہین۔ اور بعض اعمال وہ ہیں جن کے کرنے سے فقہا کے نزدیک کفر لازم آتا ہے اور کرنیوالا کافر ہو جاتا ہے جیسے ہندوؤں کی سی چوٹی رکھنا ہندو کا سا قشقہ کھینچنا۔ جنیؤ ڈالنا ان افعال سے بھی تجدید ایمان لازمی ہے اور تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

سوال:- حلال چیز کو اگر کوئی حرام کہے اور حرام کو حلال بتائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:- جو حلال بہ نص قطعی ہے اُس کو حرام کہنے والا کافر ہے اور جو حرام ہے

اُس کو حلال کہنے والا بھی کافر۔ مگر اگر کہنے والا الحکم قطعی سے ناوقف ہے تو اسے آگاہ کر دیا جائے اور آگاہ ہو کر بھی وہی خیال ظاہر کرے تو کافر ہے۔

سوال:- ڈاڑھی منڈانے والے، فاسق فاجر بے نمازی، زانی شرابی وغیرہ کبائر کے مرتکب شرعاً کافر ہیں یا نہیں؟

جواب:- یہ یاد رکھو آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر۔ تیسری صورت اس کی نوعیت عمل کے ساتھ ہے یعنی فاسق فاجر یہ عمل بد کی وجہ میں کہا گیا ہے مگر اسے مسلمان ضرور مانا جائے گا۔ زانی، شرابی، ڈاڑھی منڈانے والا اور مرتکب کبائر سخت گنہگار ہے مگر کافر نہیں اس لئے کہ وہ ان افعال کو برا سمجھ کر کر رہا ہے۔ اگر شراب، زنا، ترک نماز کو جائز سمجھ لے تو پھر کافر ہو جائے گا۔ معاذ اللہ۔

سوال:- تو پھر من ترك الصلوٰة متعمدًا فقد كفر کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- اس کے یہ معنی ہیں کہ جو نماز کے چھوڑنے کو گناہ نہ سمجھ کر چھوڑے اور ڈھٹائی کرے وہ کافر ہے۔

سوال:- متعمدًا کے کیا معنی ہیں؟

جواب:- مستحلاً۔ یعنی نماز چھوڑ دینا جائز و حلال جانے۔

سوال:- بعض آدمیوں کے متعلق یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر، یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب:- بوجہ شبہ کے یا کسی کے اقوال ماؤل دیکھ کر اگر کہہ دیا جائے کہ اسے ہم نہ کافر کہہ سکتے ہیں نہ مسلمان۔ جیسے یزید پلید وغیرہ اگرچہ بعض اس طرف بھی گئے ہیں کہ یزید کے کافر ہونے اور جہنمی ہونے میں ہمیں تامل نہیں لیکن فقہا کا مسلک احتیاطی ہے اس وجہ سے یہ زیادہ اچھا ہے کہ اُسے **علیہ ما یستحقہ** کہا جائے اگرچہ علیہ اللعین کہنے پر بھی جرم نہیں۔

ایمان کے کم یا زیادہ ہونے کی تحقیق

سوال:- ایمان کم زیادہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:- کمی زیادتی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار عرض طول حجم تعداد وغیرہ سے وابستہ ہو۔ اور ایمان اس امر سے بالکل علیحدہ ہے کیونکہ وہ ایک تصدیق ہے۔ اور تصدیق ایک حالت اذاعانیہ ہے۔ لہٰذا ایمان قابل زیادتی ونقصان نہیں۔

سوال:- بعض آیتیں تو بتاتی ہیں کہ ایمان گھٹ بڑھ جاتا ہے جیسے: وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔

جواب:- ہاں ہے۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ جس پر ایمان لایا گیا اور جس کی تصدیق کی گئی۔ جیسے زمانہ نزول قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ پھر جتنا قرآن کریم نازل ہوا اُس کی تصدیق کی اُس پر ایمان لائے پھر اور نازل ہوا تو اس پر بھی ایمان لائے تو مومن بہ اور مصدق بہ گھٹتا بڑھتا تھا نہ کہ نفس ایمان' ہاں یہ ضرور ہے کہ ایمان قابل شدت وضعف ہے۔ جو کیف کے عوارض ہیں۔ یعنی اس یقین میں شبہ پڑا ضعف آ گیا۔ اس یقین پر اطمینان بڑھا شدت آ گئی۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایسے شدید الایمان ہیں کہ ان کا تنہا ایمان اس امت کے تمام افراد کے ایمانوں پر غالب ہے۔

تقلید کس امر میں کی جاتی ہے؟

سوال:- عقائد میں ہم کس کے مقلد ہیں؟

جواب:- اصول عقائد میں تقلید نہیں بلکہ جو بات ہو قطعی اور یقینی ہو۔ خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو۔ اور اس یقین کے حصول کے لئے علم استدلال کی خصوصیت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں بعض فروع عقائد میں تقلید ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ عقائد میں اہلسنّت کے دو گروہ ہیں۔ ایک جماعت ماتریدی ہے جو علامہ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کی متبع ہے۔ اور دوسری جماعت اشعری ہے جو امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی تابع ہے۔

سوال:- تو ان دونوں میں اعتقادی اختلاف ہوگا؟

جواب:- نہیں محض فروع میں اختلاف ہے لیکن دونوں حق پر ہیں دونوں جماعت اہلسنّت کی ہیں۔ یہ اختلاف ایسا ہے جیسا حنفی شافعی کا ہے۔ اس میں کسی جماعت کو کسی جماعت کی تفیق وتضلیل (گمراہ یا بھٹکا ہوا کہنا) کا مجاز نہیں۔ باہم شیر وشکر ہیں۔

منافق کی تعریف

سوال:- منافق کسے کہتے ہیں اور نفاق کیا ہے اور آجکل منافق کس کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب:- کچھ لوگ زمانہ با کرامت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منافق کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کا کفر باطنی قرآن کریم نے بتایا۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ مَرَضُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ وغیرہ انہیں لوگوں کے لئے فرمایا گیا۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وسعت علم سے ان کو پہچانا اور فرمایا کہ یہ یہ منافق ہے اور نفاق کی تعریف یہ ہے کہ زبان سے دعویٰ اسلام کیا جائے اور دل میں اُس سے انکار ہو اور یہ خالص کفر ہے اور ان کے لئے ہی ارشاد ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی منافقین کے لئے جہنم میں سب سے نیچا طبقہ ہے۔ زمانہ حال میں کسی پر منافقیت کا الزام قطعی نہیں لگا سکتے۔ اس لئے کہ ہم دل چیر کر نہیں دیکھ سکتے کہ اس کے اندر کیا ہے؟ اگر کوئی زبان سے دعویٰ اسلام کر رہا ہے اور ضروریات دین میں اعتقاد ہمارا ہمنوا ہے ہم تو اُسے مسلمان ہی کہیں گے۔ ہاں ایک جماعت اس زمانہ میں ایسی پائی جاتی ہے جو بد مذہب ہے اور اپنے آپ کو مسلمان اور حنفی کہتی ہے اور ضروریات دین کے خلاف اس کا تعامل ہے یعنی توہین انبیاء علیہم

السلام کرنے والوں کی طرفدار ہے۔اُن کے اقوال کفریہ اور الفاظ موہن کی تاویلات لایعنی کرتی ہے اور اپنے کو مسلمان کہتی ہے۔ان میں علامات نفاق ضرور ہے۔

سوال:- کبائر کا مرتکب مسلمان تو ہوا کیونکہ آپ پہلے کہہ چکے ہیں لیکن کیا وہ جنت کا بھی مستحق ہے؟

جواب:- مرتکب کبائر جب مسلمان ہے تو اس کا جنت میں نہ جانا کیا معنی؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ اللہ چاہے تو محض اپنے فضل و کرم سے اس کی مغفرت فرما کر جنت عطا فرما دے یا سرکار محشر محبوب داور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت میں جائے یا اپنے کئے کی کچھ سزا پا کر جنت میں مقیم ابدی ہو یعنی یہ گنہگار بھی بعد دخول جنت جنت سے نکالا نہ جائے گا۔

تعریف شرکت

سوال:- شرک کے کیا معنی ہیں اور یہ کفر سے کم ہے یا زیادہ؟

جواب:- خدا کے سوا کسی کو واجب الوجود یا معبود جاننا۔ یا بالفاظ دیگر یوں سمجھو کہ الوہیت میں کسی غیر کو شریک کرنا یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔اس کے سوا کیسی ہی شدید کفر کی بات ہو وہ درحقیقت شرک نہ ہوگی۔

سوال:- کیا مشرک اور کافر کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے؟

جواب:- جی ہاں شریعت میں اہل کتاب بھی کافر ہیں اور مشرکین بھی کافر، لیکن دونوں کے حکم جدا جدا ہیں۔ کتابی کا ذبیحہ حلال، مشرک کا ذبیحہ مردار۔ کتابیہ سے نکاح ہو سکتا ہے مشرکہ سے نہیں۔

سوال:- یہی وجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لئے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ؟

جواب:- اگرچہ بدترین قسم کفر لے کر عدم غفران کی وعید فرمائی ہے لیکن اس کے

معنی دراصل یہی ہیں کہ کسی کفر کے ساتھ جو کافر ہوا اُس کی مغفرت نہیں۔ برخلاف گنہگار کے کہ وہ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ میں داخل ہے یعنی جسے اللہ چاہے بخشے جسے چاہے نہ بخشے لیکن کفر کی سزا سے نجات تو دنیا میں توبہ کرنے کے بعد ہی ہوگی۔

سوال:- کافر کے لئے دعائے مغفرت جائز ہے یا نہیں؟ یا جیسے مسلمان کو بعد موت مرحوم و مغفور کہتے ہیں کافر کو بھی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- کافر اور مرتد کے لئے دعا مغفرت کرنیوالا اسے مرحوم و مغفور کہنے والا شرعاً کافر ہے۔

سوال:- اگر کافر مرا یا مرتد تو اُسے فی النار والسقر کہہ سکتے ہیں؟

جواب:- فی النار والقر اُن مشرکوں کو کہہ سکتے ہیں جن کے متعلق نص آ چکی ہے جیسے ابولہب وغیرہ۔ باقی اور کفار کی بابت چونکہ ہمیں اس کے خاتمہ کا علم نہیں کہ کفر پر ہوا یا ایمان پر۔ لہٰذا معاملات تمام وہی برتیں گے جو کافر کے ساتھ برتے جاتے ہیں یعنی نماز جنازہ نہ پڑھیں گے۔ کندھا نہ دیں گے کفنی نہ دیں گے۔ اپنے قبرستان میں مدفون نہ ہونے دیں گے۔ دعائے مغفرت نہ کریں گے اور کافر سمجھیں گے مگر یہ نہ کہیں گے کہ یہ جہنم میں گیا۔ اس کو خدا جانے اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی طرح مسلمان کو بعد موت مسلمان ہی کہیں گے۔ جب تک اس سے کوئی بات خلاف ایمان قولاً یا فعلاً سرزد نہ ہوا اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی علم نہیں۔

بیان مداہنت فی الدین

سوال:- اگر کافر کو یا مرتد کو کافر یا مرتد کہنے سے کوئی اجتناب کرے اور کہے کہ مجھ سے تو اس کا وظیفہ نہیں پڑھا جاتا۔ میں تو اتنی دیر اللہ اللہ کرنے کو افضل سمجھتا ہوں۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:- بیشک کافر و مرتد کا وظیفہ پڑھنا بیکار ہے لیکن صلح کل بن جانا بھی بے

دینی ہے۔ یعنی جب پوچھا جائے فلاں نے یہ یہ لکھا۔ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے تو اس وقت مذہبی فرض ہے کہ اُس کے لئے جو حکم ہے وہ کہا جائے اور اگر اس وقت بھی وہ یہ ہی کہہ کر ٹالے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ بھی وہی ہے اور مرتد کے ارتداد پر اور کافر کے کفر پر پردہ ڈال رہا ہے۔

فہرست معہ تفصیل فرق ضالہ

سوال:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ نجات یافتہ ہوگی۔ باقی سب جہنمی کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

جواب:۔ ہاں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **ستفترق امتی ثلثاو سبعین فرقة کلهم فی النار الاواحدة** ۔ جس کا وہی ترجمہ ہے جو آپ نے کیا۔

سوال:۔ اب بڑی مشکل یہ ہے کہ تہتر فرقوں میں سے فرقہ ناجی کیسے جانا جائے ہر ایک فرقہ یہی کہتا ہے کہ ہم جنتی ہیں۔ کیا اس کی کوئی پہچان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے؟

جواب:۔ ہاں یہ سوال صحابہ کرام علیہم الرضوان کر چکے ہیں اور اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل چکا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: **من هم یارسول الله** ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ تو ارشاد ہوا۔ **ما انا علیه واصحابی** جس پر ہم اور ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ یعنی جو ہمارے احکام کا پیرو ہے وہی ناجی ہے پھر اسے اور واضح کیا۔ کہ **وهی السواد الاعظم**۔ وہ بڑی جماعت ہوگی۔ پھر حکم بھی فرمایا **علیم بالسواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار** ۔ بڑی جماعت کو لازم پکڑو جو اس سے علیحدہ ہوا جہنم میں علیحدہ ہوا۔

سوال:۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بڑی جماعت کا کیا نام ہے؟

جواب:۔ اظہر من الشمس ہے کہ وہ گروہ وہ بڑی جماعت اہلسنت و جماعت ہی ہے۔ اور **ید الله علی الجماعته** بھی حدیث شریف میں ہے کہ رحمتِ الٰہی جماعت پر ہے علاوہ اس کے بہت سی حدیثیں ہیں جو جماعت کی اتباع کا حکم کرتی ہیں اور قرآن کی آیہ مقدسہ تو صاف بتا رہی ہے کہ گروہ قلیل متبع شیطان ہے اور گروہ کثیر پر فضل و رحمت الٰہی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ **وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا** ۔ یعنی اے امت مرحومہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم پر اللہ کا فضل و رحمت نہ ہوتا تو تم سب کے سب پیرو شیطان ہو جاتے مگر تھوڑے۔ یعنی چونکہ اللہ کا فضل و رحمت ہے اس وجہ میں تمہاری اکثریت ناجی ہے اور اقلیت گمراہ۔ اور ایسی قلیل جماعت کی ٹکڑیوں سے بچنے کے لئے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ** ۔ اپنے کو اُن سے دور رکھو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں تمہیں وہ گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں تمہیں وہ فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

سوال:۔ اب یہ اور بتا دیجئے کہ تہتر فرقوں میں سے اب تک کتنے فرقے پیدا ہو چکے ہیں؟

جواب:۔ اس کا قطعی فیصلہ تو مشکل ہے۔ نا معلوم کتنے پیدا ہو چکے ہیں اور کتنے پیدا ہوں گے۔ منجملہ اُن کے بہت سے فرقے تو وہ ہیں جو پاک و ہند میں ہیں اور بہت سے پاک و ہند میں نہیں ہیں دیگر ولایتوں میں ان کا وجود ہے۔

سوال:۔ ہمیں تو اُن سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جو پاک و ہند میں ہیں جن کے فتنہ سے ہمیں بچنا اور اپنی اولاد کو بچانا ہے۔ وہی کم از کم بتا دیجئے؟

جواب:۔ ایک فرقہ تو قریب قریب ہندوستان میں پیدا ہو کر ہندوستان سے مٹتا جا رہا ہے جسے چکڑالوی (اہل قرآن) کہا جاتا ہے۔ دوسرا فرقہ جو آجکل تبلیغی صورت

میں بڑھ رہا ہے وہ قادیانی ہے۔ ایک غیر مقلدین کی جماعت ہے اسے پنجابی میں ''وہابی'' کہتے ہیں۔ اور ایک جماعت شیعہ کی ہے۔ ایک جماعت صوفیوں میں عرفانیہ ہے جو لاہور میں ہی پیدا ہوئی اور اب قریب قریب مٹ رہی ہے۔

بیان اہل قرآن

سوال:- ان کے عقائد اور اصول وخیالات مختصر اً بتادیں؟

جواب:- اہل قرآن پرویزی کا اصول تو یہ ہے کہ سوائے قرآن کریم کے ہمیں کسی حدیث وفقہ وتاریخ کی اتباع کی ضرورت نہیں جس کا حال چودہ سو برس پہلے مخبر صادق سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا۔ اور اس کا اصل مذہب اور اس کے موجد کا حلیہ بھی فرمادیا۔ حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اُلْفِیَنَّ اَحَدُکُم مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَاْتِیْہِ الْاَمْرُ مِنْ اَمْرِیْ مِمَّا اُمِرْتُ اَوْ نَہَیْتُ عَنْہُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَا وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اِتَّبَعْنَاہُ ۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تنبیہ فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو ایسا دیکھنا نہیں چاہتا کہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے پڑا ہوا اور جب میرا کوئی حکم اس کے پاس آئے جس میں میں نے کچھ کرنے کو کہا ہو یا کسی بات سے منع فرمایا ہو تو کہہ دے میں اس حکم کو نہیں مانتا جو کچھ قرآن پاک میں ہم نے پایا۔ اس کی پیروی کرلی۔ اہالیان لاہور سے سنا گیا ہے کہ مذہب اہل قرآن کا موجد لنگڑا تھا۔ یا اس کی ٹانگ میں زخم تھا وہ تکیہ لگائے پڑا رہتا تھا۔ پھر کمزوری اس مذہب میں اتنی ہے۔ کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ کے صحیح معنی کر کے قانون شرعی پیش نہیں کرسکتے سوا اس کے کہ تو مطلقاً کہیں گے کہ زکوٰۃ دو اب اگر ان سے پوچھا جائے کہ زکوٰۃ کی مقدار قرآن سے ثابت کرو تو قیامت تک نہیں بتاسکتے۔ یہ مذہب گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ اس سے بچنا' اپنی اولادوں کو بچانا ضروری ہے۔